التبشیر برد التحذیر
علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی
مکتبہ فریدیہ ساہیوال

تاریخوں کو دیکھ لیجئے۔ باقی یہ احتمال کہ دین آخری دین تھا اس لئے سدِ باب اتباع مدعیان نبوت کیا ہے جو کل جھوٹے دعوے کرکے خلائق کو گمراہ کریں گے۔ البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے۔ پر جملہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم اور جملہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں کیا تناسب تھا جو ایک دوسرے کو عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو مستدرک قرار دیا۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی اور بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں۔ اگر سدِ باب منظور ہی تھا تو اس کے لئے بیسیوں موقع تھے۔ بلکہ بنار خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سدِ باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے۔ جیسے موصوف بالعرض کا وصف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے۔ موصوف بالذات کا وصف جس کا ذاتی ہونا اور غیر مکتسب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہے کسی غیر سے مکتسب اور مستعار نہیں ہوتا۔" تحذیر الناس ص ۳

اس عبارت میں صاحب تحذیر الناس نے مندرجہ ذیل غلطیاں کی ہیں جن کا ارتکاب مضمون آیت کے بالکل خلاف اور اسلامی عقائد کے صریح منافی ہے۔

تحذیر الناس میں نانوتوی صاحب کی غلطیاں

غلطی ۱ نانوتوی صاحب نے ایک ایسی روایت کی حمایت میں جس کی صحت محدثین کی نظر میں محل نظر ہے اور اس کا ظاہر مفہوم بھی آیہ قرآنیہ کے اجماعی مفہوم کے خلاف ہے، کلام الٰہی میں تاویلات فاسدہ کیں۔

غلطی ۲ قرآن میں لفظ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین مراد لینا عوام کا خیال بتایا۔

غلطی ۳۔ اہل فہم کے نزدیک تاُخرِ زمانی کے وصف کو اس قابل نہ مانا کہ اسے مقام مدح میں ذکر کیا جائے۔

غلطی ۴۔ تاخرِ زمانی کی تقدیر پر آیۂ کریمہ کے دونوں جملوں کو غیر مربوط اور استدراک کو غیر صحیح قرار دیا۔ جو اللہ تعالیٰ کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں۔

غلطی ۵۔ آیہ کریمہ میں لفظ خاتم النبین کو بمعنیٰ آخر النبین تسلیم کرنے پر اللہ تعالیٰ کے حق میں معاذ اللہ زیادہ گوئی کا وہم پیدا کیا۔

غلطی ۶۔ آیہ کریمہ میں لفظ خاتم النبین سے آخری النبین مراد لینے کی صورت میں معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال قائم کیا۔

غلطی ۷۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف آخر النبین و دیگر اوصاف مثلاً حسب نسب اور سکونت وغیرہ میں کوئی فرق نہ جانا گویا نانوتوی صاحب کے نزدیک آخر النبین ہونے کے وصف اور ہاشمی قریشی یا مکی مدنی ہونے کی صفت میں معاذ اللہ کوئی فرق نہیں حالاں کہ ہاشمی قریشی یا مکی مدنی ہونے کی صفت تو بعض مشرکین کفار اور منافقین کے لئے بھی ثابت تھی۔ مگر اس کے باوجود نانوتوی صاحب کو ان اوصاف اور خاتم النبین ہونے کی صفت میں کوئی فرق نظر نہ آیا۔

غلطی ۸۔ آیہ کریمہ "ولکن رسول اللہ وخاتم النبین" میں بنائے خاتمیت ختم ذاتی کو قرار دیا اور تاخر زمانی کو مبناء خاتمیت تسلیم نہ کیا، حالاں کہ عہد رسالت سے لے کر آج تک کسی مفسر نے تاخر زمانی کے سوا کسی اور بات کو بنائے خاتمیت قرار نہیں دیا۔

غلطی ۹۔ نبوت کو بالذات اور بالعرض کی طرف تقسیم کیا، نانوتوی صاحب کی یہ اتنی بڑی جراُت ہے جو چودہ سو برس کے عرصہ میں کسی مسلمان نے نہیں کی۔

غلطی ۱۰۔ نانوتوی صاحب کے نزدیک کلام الٰہی ولکن رسول اللہ وخاتم النبین کا

سوق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تاخر زمانی کے بیان کرنے کے لئے نہیں ہوا بلکہ سوق کلام خاتمیت ذاتیہ کے لئے ہوا جس کا مفاد یہ ہے کہ آیت کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبین نانوتوی صاحب کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر النبین ہونیکے معنی میں نص نہیں۔

غلطی نمبر ۱۱ نانوتوی صاحب کے نزدیک ختم زمانی کے لئے تاخر واقعی لازم ہے حالانکہ یہ بات بداہتہً باطل ہے۔ جیسا کہ انشاءاللہ اس پر تنبیہہ کی جائے گی۔

غلطی نمبر ۱۲ نانوتوی صاحب نے آیہ کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبین کی تفسیر کرتے ہوئے خرق اجماع کیا اور وہ تقریر کی جس کی طرف علماء امت میں سے کسی کا بھی ذہن منتقل نہ ہوا تھا۔

غلطی نمبر ۱۳ نانوتوی صاحب کے نزدیک ختم زمانی کے مقابلہ میں ختم ذاتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شایان شان ہے۔ ختم زمانی نہیں۔

غلطی نمبر ۱۴ اس بحث میں نانوتوی صاحب نے ایک دعویٰ کی دلیل بیان کرتے ہوئے صفحہ ۵ پر لکھا کہ:۔

"انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل سو اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں۔

اس عبارت میں نانوتوی صاحب نے انبیاء علیہم السلام کا اپنی امت سے ممتاز ہونا صرف علم میں منحصر فرمایا ہے۔ باقی رہے اعمال تو ان میں امتی کے مساوی ہو جانے بلکہ بڑھ جانے کو بھی تسلیم کر لیا ہے۔ اور لفظ "بظاہر" محض بظاہر ہے۔ کیوں کہ لفظ "ہی" کے ساتھ حصر ہو چکا جس میں ماسوا مذکور کی نفی ہوتی ہے۔ تو اس کے ضمن میں امتیاز فی العمل کی نفی ہو چکی اب لفظ "بظاہر" سے کیا فائدہ ہوا۔ یہاں یہ لفظ "بظاہر" ایسا ہی مہمل اور بے معنی ہے۔

جیساکہ صـ۳۳ کی عبارت میں لفظ "بالذات" بے معنی اُور مہمل تھا۔

ہمیں الزام دینے والے اپنے گریباں میں منہ ڈالیں۔

لوگ ہم پر الزام عائد کرتے ہیں کہ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے بارے میں حدودِ شرعی کتاب وسنّت کے ارشادات وعلمائے امت کی تصریحات سے بے نیاز ہوکر جو کچھ ان کے دِل میں آتا ہے کہہ دیا کرتے ہیں۔ اُور کبھی اس بات کا خیال نہیں کرتے کہ قرآن وحدیث اُور سلف صالحین نے اس مسئلہ میں کیا فیصلہ کیا ہے۔ لیکن میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہمیں موردِ الزام قرار دینے والے ذرا اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ ان کے سب سے بڑے مقتدا (بزعم الشان قاسم العلوم والخیرات) نانوتوی صاحب نے کیا گل کھلائے ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ تحذیر الناس لکھتے وقت نانوتوی صاحب کے پیشِ نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل وکمال کے اثبات سے زیادہ اپنے کمال علمی کا اظہار تھا۔ جس کا نتیجہ ان اغلاط کی صورت میں ظاہر ہوا۔ پرستارانِ تحذیر کے اس ادعا سے اختلاف کرنے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ نانوتوی صاحب نے یہ رسالہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالِ فضل کو ثابت کرنے کی غرض سے لکھا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ وہ غرض پوری بھی ہوئی یا نہیں۔ میں عرض کروں گا کہ ہرگز یہ غرض پوری نہیں ہوئی۔ نانوتوی صاحب نے اپنے قیاساتِ فاسدہ کو معیارِ فضیلت سمجھا ہے۔ جس کی بناء پر ختمِ ذاتی کی دور از کار تاویل میں انہیں جانا پڑا اُور نبوّت کی تقسیم بالذات اُور بالعرض کی جرأتِ عظیمہ سے کام لینے پر وہ مجبور ہوئے۔ حقیقت یہ ہے کہ فضیلت صرف اس وصف میں ہے جس کو اللہ تعالےٰ اُور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم نے موجب فضیلت قرار دیا۔ قرآن وحدیث کو لاکھ بار پڑھ جائیے ختمِ ذاتی اُور نبوّت بالذات کا کوئی ذکر آپ کو نہ ملے گا۔ نہ عہدِ رسالت سے لے کر آج تک کسی مفسر ومحدّث یا متکلم ومجتہد نے ان باتوں کا ذکر کیا۔ جس چیز کو قرآن وحدیث اُور سلف صالحین نے فضیلت قرار نہیں دیا۔ نانوتوی صاحب اسے مدارِ فضیلت

اور بنائے خاتمیت قرار دیتے ہیں یہ کتاب وسنت وارشادات سلف صالحین کی طرف سے آنکھیں بند کر کے حدود شرع سے تجاوز کرنا نہیں تو اور کیا ہے ؟

تحذیر الناس کی چودہ غلطیاں

سطحی نظر ڈالنے سے مذکورہ بالا چودہ غلطیاں سامنے آئیں، بنظر غائر دیکھنے سے نامعلوم اور کتنے اغلاط نکلیں گے ۔ اس کے بعد ہر غلطی پر اس کے مناسب روشنی ڈالتا ہوں تاکہ حقیقت حال بے نقاب ہو کر سامنے آجائے ۔

غلطی نمبر ۱

اسکے متعلق میں عرض کرتا ہوں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی روایت کو اگر صحیح مان لیا جائے تب بھی وہ ایک ظنی قول ہوگا ، جو آیہ کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبین کے ظاہر معنی کے منافی ہے اور آیہ کریمہ قطعی ہے ظنی کی صحت کو بر قرار رکھنے کے لیے قطعی میں تاویل کرنا کیوں کر جائز ہو سکتا ہے ۔ پھر تاویل بھی ایسی جو انتہائی رکیک بلکہ دلیل قطعی کے مدلول قطعی کے بالکل مخالف ۔

محققین صوفیہ کی تاویل

محققین صوفیہ نے بھی روایت مذکورہ کو قول خداوندی " ولکن رسول اللہ وخاتم النبین " کے ساتھ ملا کر دیکھا تو انہوں نے دونوں کی حیثیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے قول خداوندی میں تاویل کو جائز نہیں رکھا بلکہ اس روایت میں تاویل کی اور اسے عالم شہادت کی بجائے عالم مثال پر محمول کیا اور یہ کہا کہ جس آدم ، نوح ، ابراہیم ، عیسیٰ اور نبی کریم علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کا بقیہ چھ زمینوں میں ہونا اس روایت میں مذکور ہے وہ ہماری اس زمین کے آدم ، نوح ، ابراہیم ، عیسیٰ ، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین وبارک وسلم کے غیر نہیں بلکہ ان مقدسین کے حقائق مثالیہ ہیں ۔ اور یہ کہ یہاں کاف حرف تشبیہ زائد ہے جیسا کہ لیس کمثلہ شیٔ میں کاف کے بارے میں ایک قول اس کے زائد ہونے کا کتب نحو میں مذکور ہے ۔ مگر نانوتوی صاحب کو اپنی جودت طبع کا مظاہرہ کرنا مقصود تھا ۔ اس لئے انہوں نے ظنی کے مقابلہ میں قطعی کو اپنی تاویلات کا تختہ مشق بنا لیا ۔

غلطی نمبر ۲ اس کے متعلق گذارش ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خاتم النبین کی تفسیر میں " لا نبی بعدی " فرماکر لفظ خاتم النبین کے معنی آخر النبین متعین فرما دئے۔ جیساکہ احادیث صحیحہ میں بکثرت وارد ہے کہ " انا خاتم النبین لانبی بعدی" اور خلفائے راشدین اور صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین سب بالاتفاق خاتم النبین کے معنی آخر النبین ہی سمجھتے رہے۔ جس کا انکار ملحدین کے سوا کوئی کلمہ گو مدعی اسلام نہیں کر سکتا اور آج تک امت مسلمہ کا اجماع اسی بات پر ہے کہ قول خداوندی " ولکن رسول اللہ وخاتم النبین " اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے۔ وہی بغیر کسی تاویل وتخصیص کے مراد ہے جیساکہ "ختم النبوۃ فی الآثار" مرتبہ مفتی محمد شفیع صاحب حال مقیم کراچی کے ص۹ پر شفا قاضی عیاض سے نقل کرکے اس کا اردو ترجمہ بھی مؤلف نے خود ہی کر دیا ہے۔ جو پرستاران تحذیر پر حجت قویہ ہے۔ دیکھئے وہ لکھتے ہیں:۔

" لانہ اخبر انہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم خاتم النبین ولا نبی بعدہ واخبر عن اللہ تعالیٰ انہ خاتم النبین واجمعت الامۃ علی حمل ھذا الکلام علی ظاھرہ وان مفھوم المراد بہ دون تاویل ولا تخصیص فلا شک فی کفر ھؤلاء الطوائف کلھا قطعًا اجماعًا سمعًا۔"

ترجمہ: اس لئے کہ آپ نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالے کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے۔ وہ ہی بغیر کسی تاویل وتخصیص کے مراد ہے۔ پس ان لوگوں کے کفر میں

کوئی شک نہیں جو اس کا انکار کریں اور یہ قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے۔"

ایسی صورت میں خاتم النبین کے معنیٰ آخری النبیین کو عوام کا خیال قرار دینا معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ اور اس وقت تک ساری امت کو عوام میں شمار کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟

ایک عجیب قسم کا مغالطہ

اس مقام پر نانوتوی صاحب کی کسی دوسری کتاب سے حسب ذیل عبارت پیش کر کے ایک عجیب قسم کا مغالطہ دیا جاتا ہے۔ وہ عبارت یہ ہے :-

"جز انبیاء کرام علیہم السلام یا راسخان فی العلم ہمہ عوام اند"

"مُدیر الفرقان" نے اس کا ترجمہ اس طرح کیا ہے :

"باب تفسیر میں سوائے انبیاء علیہم السلام اور راسخان فی العلم کے سب عوام ہیں۔"

لیکن اس کا مطلب صاف واضح ہے کہ تفسیر کے باب میں انبیاء علیہم السلام اور راسخین فی العلم کے سوا کسی کا قول معتبر نہیں۔ اس عبارت میں لفظ "عوام" انبیاء علیہم السلام اور راسخین فی العلم کے مقابلہ میں واقع ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ ان ہی دونوں کے اقوال مبارکہ باب تفسیر میں حجت ہیں، اس لئے یہاں لفظ "عوام" سے قطعاً وہی لوگ مراد ہیں جن کا قول باب تفسیر میں لائق التفات نہیں۔ بخلاف عبارت تحذیر کے وہاں لفظ "عوام" اہلِ فہم کے مقابلہ میں لایا گیا ہے۔ اس لئے اس کے معنیٰ کم فہم اور ناسمجھ لوگوں کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتے۔ "الاشیاء تتبین باضدادھا" چیزیں اپنی ضد سے ظاہر ہوتی ہیں۔

عام محاورہ میں بھی لفظ "عوام" اگر حکومت کے مقابلہ میں بولا جائے تو اس سے صاف طور پر رعایا کے افراد مراد ہوں گے۔ عام اس سے کہ وہ افراد علماء راسخین ہوں اور عارفین صالحین یا ان پڑھ جاہل اور اشرار و مفسدین۔ لیکن یہی لفظ "عوام" اگر علماء کے مقابلہ میں بولا جائے تو

تو اس سے صرف غیر عالم افراد مراد ہوں گے خواہ وہ لوگ ارباب حکومت ہوں یا ان کے ماسوا۔

پیش کردہ عبارت کا مفاد بنا بریں اس پیش کردہ عبارت کا مفاد یہ ہر گز نہیں ہو سکتا کہ لفظ "عوام" جس کلام میں بھی وارد ہو وہاں انبیاء کرام اور راسخین فی العلم کے ماسوا مراد ہیں۔ خلاصہ یہ کہ الفاظ کے معانی ان کے مقابلات سے واضح ہو جایا کرتے ہیں۔ اور مقابلات کے بدل جانے سے مرادی معنی بدل جاتے ہیں لہٰذا ایک کا قیاس دوسرے پر قیاس مع الفارق ہے۔ معلوم ہوا کہ ص۳ والی عبارت میں لفظ "عوام" سے محض نا سمجھ لوگ مراد ہیں اور بس۔ علاوہ ازیں میں عرض کروں گا کہ جب نانوتوی صاحب باب تفسیر میں انبیاء علیہم السلام اور راسخین فی العلم کے سوا سب کو عوام کہتے ہیں تو وہ خود بھی عوام میں شامل ہوئے ایسی صورت میں خاتم النبیین کی تفسیر میں نانوتوی صاحب کا ختم ذاتی کا قول کیوں کر قابلِ التفات ہو سکتا ہے؟

نانوتوی صاحب کے نزدیک سب عوام ہیں اس بیان سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی کہ نانوتوی کے نزدیک لفظ "خاتم النبیین" کو "آخر النبیین" کے معنی میں لینے والے نا سمجھ عوام ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ خاتم النبیین کو آخر النبیین کے معنی میں کس کس نے لیا تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ حسب زعم نانوتوی صاحب وہ نا سمجھ عوام کون لوگ ہیں۔ تو ہم ابھی عرض کر چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و خلفائے راشدین صحابہ کرام اہل بیت اطہار ائمہ مجتہدین علماء راسخین سب نے لفظ خاتم النبیین کو آخر النبیین کے معنی میں لیا ہے۔ لہٰذا بمعیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اخیار امت بلکہ کل امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ معاذ اللہ نا سمجھ عوام میں داخل ہو گئے۔

حیرت ہے کہ صاحب تحذیر الناس نے اس تاویل کے وقت اس بات کا بھی خیال نہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی بھی عوام میں شامل ہو جائے گی۔

ایک مغالطہ کا ازالہ اس مقام پر ایک اور مغالطہ کا دور کرنا بھی ضروری ہے وہ یہ کہ

"نانوتوی صاحب نے خاتم النبین کے معنی آخری النبین لینے کو عوام کا خیال نہیں کہا بلکہ لفظ خاتم النبین کو آخر النبین کے معنی میں منحصر کرنے کو عوام کا خیال کہا ہے۔" میں عرض کروں گا کہ اوّل تو عبارت تحذیر میں حصر کا کوئی کلمہ نہیں دُوم یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک کسی نے اس آیۂ کریمہ میں خاتم النبین کے معنی آخر النبین کے سوا کئے ہی نہیں، اس لفظ کے بس یہی ایک معنی منقول متواتر ہیں۔ جب تک کوئی اَور معنی منقول متواتر ثابت نہ ہو جائیں ان ہی معنی میں آیہ کریمہ کی قطعی مراد منحصر رہے گی اَور کوئی ایسے معنی جو اس معنی یا اس کی قطعیت کے خلاف ہوں ہر گز صحیح نہ ہوں گے۔

لفظ خاتم النبین کی توجیہات

ہاں یہ ممکن ہے کہ لفظ خاتم النبین کی بے شمار ایسی توجیہات نکلتی رہیں جو اس کے مدلول قطعی معنی متواترہ کی مؤید اَور اس کے موافق ہوں۔ کیوں کہ قرآن مجید کا ایک ایک حرف مطالب لاتعد و لاتحصی کا حامل ہے۔ لیکن معنی منقول متواتر کو عوام کا خیال قرار دے کر اس لفظ کو ایسے معنی پر حمل کرنا جو کتاب و سنّت کی روشنی میں باطل ہیں کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا۔

اگر نانوتوی صاحب لفظ خاتم النبین کے معنی منقول متواتر آخر النبین کو قطعی مان کر لفظ خاتم النبین کی کوئی ایسی توجیہہ کرتے جو فی الواقع معنی آخر النبین کے منافی نہ ہوتی تو ہمیں نانوتوی صاحب سے قطعاً کوئی اختلاف نہ ہوتا۔ مگر افسوس کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس کی بجائے لفظ خاتم النبین کے معنی آخر النبین مراد لینے کو عوام کا خیال قرار دیکر دین کے معاملہ میں انتہائی بے باکی اَور جرأت سے کام لیا ہے۔

لفظ خاتم النبین کا آخر النبین کے معنی میں حصر اَور پھر اس پر اجماع امت

باوجودیکہ تحذیر الناس کی اس پوری عبارت میں حصر کا کوئی کلمہ مذکور نہیں لیکن اسے فرض کر لینے کے بعد بھی حامیان تحذیر کو کسی قسم کا فائدہ نہیں

پہنچ سکتا اور نانوتوی صاحب اس الزام سے ہرگز نہیں بچ سکتے جو اُن کے کلام کی روشنی میں ان پر عائد ہوتا ہے کیوں کہ ہم شفا قاضی عیاض کی عبارت اور ختم النبوۃ فی الآثار میں اس کے ترجمہ سے ثابت کر چکے ہیں کہ خاتم النبین اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے اور اس سے بلا تاویل و تخصیص وہی معنی مراد ہیں جو ظاہر لفظ سے سمجھے جاتے ہیں اور اسی پر امت کا اجماع ہے۔ معلوم ہوا کہ جس طرح خاتم النبین کے معنی آخر النبین ہونا قطعی اور اجماعی امر ہے اسی طرح اس لفظ خاتم النبین کا آخر النبین کے معنی میں منحصر ہونا بھی ساری امت کے نزدیک قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے۔

رہا یہ امر کہ شفا شریف اور ختم النبوۃ فی الآثار کی عبارت میں حصر بالنسبۃ الی تاویل الملاحدہ ہے تو اس جواب کی حیثیت خرط القتاد سے زیادہ نہیں۔ کیوں کہ خاتمیت کی تقسیم ختم زمانی اور ذاتی کی طرف آج تک کسی مفسر نے نہیں کی بلکہ لفظ خاتم النبین کی تاویل ایسی خاتمیتِ ذاتیہ کے ساتھ کر کے مرزائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر النبین ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ جیسا کہ مدیر الفرقان نے بھی خاتم الاطبار کی مثال پیش کی ہے۔ معلوم ہوا کہ خاتمیت ذاتیہ کی تاویل بھی تاویلات ملاحدہ میں داخل ہے۔ ان سب کی نفی اس حصر کے ضمن میں یقیناً آ گئی۔ لہٰذا نانوتوی صاحب پر جو الزام تھا وُہ بدستور باقی رہا۔

مولانا احمد حسن کانپوری اور علامہ بحر العلوم لکھنوی کی عبارت کا جواب

اس مقام پر مولوی منظور احمد صاحب نعمانی نے الفرقان میں مولانا روم علیہ الرحمۃ کی مثنوی شریف کے دو شعر اور علامہ بحر العلوم شارح مثنوی و مولانا احمد حسن کانپوری محشی مثنوی شریف کی عبارت صاحب تحذیر الناس کے بیان کئے ہوئے معنی خاتم النبین (خاتم بالذات) کی تائید میں پیش کی ہے اور ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ آیۂ "وخاتم النبین" کے معنی کو آخر النبین میں منحصر سمجھنا غلط ہے۔ چنانچہ الفرقان جلد ۲ صہ ۵۶ پر لکھتے ہیں:-